

تاریخ دکن کے چند اہم مصادر

”اسلام کی آمد کے بعد ہندوستان میں ایسی مسلم تاریخیں وجود میں آئیں جو خود ہماری عہد و سلطی کی یورپیں تو ارتخ سے بدر جہا اعلیٰ مرتبہ کی حامل ہیں۔ یہ تاریخیں، ہماری تاریخوں کی طرح خانقاہوں اور گرجوں کے راہبوں نہیں لکھیں، بلکہ ان لوگوں نے لکھی تھیں جو بذاتِ خود حکومت کے کاموں میں شریک تھے، اور اکثر و پیشتر معاصر تھے۔ انہوں نے ان واقعات کو خود اپنی نگاہوں سے دیکھا تھا یا بنفس نفس نہیں ان مہماں میں شریک تھے۔۔۔ ہندوستان کی تاریخ کا مسلم دور جیتی جا گئی شخصیات کا مرقع پیش کرتا ہے“ ۔۔۔

ہندوستان کے دور وسطی میں جو تاریخیں لکھی گئیں ان میں مورخین کی انفرادی دلچسپی کے علاوہ سرکاری سرپرستی، بادشاہوں کی ذاتی خواہش و فرمانش اور حصول خوشنودی جیسے عوامل شامل تھے۔ چنانچہ سرکاری سرپرستی اور سلاطین کی ذاتی خواہش پر لکھی جانے والی تاریخی تصانیف عام طور سے انہیں کے کارنازوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔ اس کے باوجود تاریخی حقائق اور واقعات کے لحاظ سے مستند تھیں۔

ہندوستان کے وسیع تر علاقہ دکن میں یہے بعد دیگرے مختلف خود مختار سلطنتیں جیسے ہمیں سلطنت، بریدشاہی، عماشہ، نظام شاہی، عادل شاہی اور آصف جاہی وجود میں آئیں۔ ان خود مختار سلطنتوں کے دور میں ایسے بہت سے سرکاری، غیر سرکاری مورخین اور سوانح نگار ملتے ہیں، جنہوں نے معاصر تاریخیں تحریر کیں۔ ان کی تحریریں نہ صرف سلاطین

اسلام کی آمد کے ساتھ ہی علم تاریخ کے میدان میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی اور روایتی تاریخ گوئی میں فصاحت و بлагاعت سے لبریز دلکش طرز بیان کے ساتھ اخبار و روایات کی صحت و ثقاہت کا اہتمام کیا جانے لگا اور عربی زبان میں علم حدیث کے علاوہ سیرت و مغازی اور علم انساب و تاریخ میں کئی اہم کتابیں وجود میں آئیں جو اپنی صحت و سند کے بلند معیار کی وجہ سے اعلیٰ درجے کے مصادر و مراجع شمار کیے جاتے ہیں۔ جن میں ابن مسعودی کی التنبیہ والاشراف، ابن جریر طبری کی تاریخ الامم والملوک، ابن مسکویہ کی تجارب الامم اور ابن خلدون کی تاریخ ابن خلدون قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان میں ترک حکومت کے قیام کے بعد فارسی زبان و ادب کے اثرات نمایاں ہونے لگے جنہیں ایران اور وسط ایشیا سے ہجرت کرنے والے علماء و انشوارن نے فروغ دیا اور تاریخ نگاری کی فارسی روایت کو پروان چڑھایا اور فن تاریخ میں عام تاریخ اور معاصر سلاطین و امرا کی تاریخ کے علاوہ علاقائی تاریخ لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس پیش رفت کی وجہ سے ہندوستانی تاریخ میں کئی گراں قدر علمی تاریخی سرمایہ وجود میں آئے جو مختلف علاقوں اور خطوطوں سے متعلق ہیں اور اپنی سند و صحت کے بلند معیار کی وجہ سے علاقائی تاریخ میں بنیادی مآخذ و مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس حقیقت کا اظہار یورپیں مورخ پروفیسر ہنری ہربرٹ ڈاؤولیل نے بھی کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

اہمیت کے تعلق سے ایج کے شیر و انی لکھتے ہیں۔

”یہ بات لاائق توجہ ہے کہ برہان ماڑوہ پہلا فارسی روز نامچہ ہے جس کا تعلق قطب شاہی دور کی تاریخ سے ہے اور جو دکن میں تالیف کیا گیا“ ۲

یہ تاریخ تین مختلف دارالسلطتوں کے لحاظ سے تین طبقوں میں تقسیم ہے۔ طبقہ اول میں سلاطین احسن آباد گلبرگہ کا ذکر ہے۔ طبقہ ثانی کا خاص موضوع سلاطین محمد آباد بیدر ہے۔ طبقہ ثالث میں سلاطین احمد نگر کا ۱۵۹۶ء مارچ ۱۵۹۶ء تک کا ذکر ہے۔ مصنف چونکہ احمد نگر منتقل ہونے سے قبل قطب شاہی ملازم تھے، اس لئے انہوں نے گوکنڈہ، حیدر آباد کی تاریخ پر بڑی توجہ دی ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا مصنف اپنے وقت کا ایک ماہر ادیب ہے کیونکہ کتاب کی ابتداء سے انتہاء تک یہ کسان ادیبانہ طرز تحریر موجود ہے۔ یہ کتاب دکن کی تاریخ نگاری کے لئے بہترین مصادر فراہم کرتی ہے۔ اس کتاب میں آخر کے تمام واقعات مصنف کے چشم دید ہیں۔ چنانچہ یہ کتاب دکن کی تاریخی مصادر میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

تاریخ فرشته (گلشن ابراہیمی):

اس کتاب کے مصنف محمد قاسم بن غلام علی ہندو شاہ ہیں اور ان کا لقب فرشته ہے، یہ ۱۵۵۲ء میں ایران کے استر آباد کے مقام پر پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ ہندوستان آ کر احمد نگر میں سکونت اختیار کر لی۔ اس وقت

کی فتوحات، سیاسی کشمکش، شاہی ترک و احتشام، درباری شان و شوکت اور عمارتوں کی عظمت کی عکاس ہیں بلکہ دنی معاشرے کی تہذیب و تمدن کا آئینہ بھی ہیں۔

دکن کی خود مختار سلطنتوں کا دور تاریخی کتب، روزنامے، مستند دستاویز، آثار قدیمہ اور دیگر شواہد سے مالا مال ہے۔ اس دور میں لکھی گئی تاریخی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مصنفوں نے اپنے فن پر انتہائی سنجیدگی سے کام کیا ہے اور ایک معترض مستند تاریخی مواد آنے والی نسلوں کے لئے فراہم کیا ہے۔ انہیں میں سے چند تاریخی مصادر اور ان کے مورخین کا ایک مختصر جامع تعارف ذیل میں پیش ہے:

برہان ماڑ:

”برہان ماڑ“ دکن کی تاریخ پر ایک مستند کتاب ہے جو بنیادی مأخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں بہمنی سلاطین اور نظام شاہی کی تفصیلی تاریخ ہے۔ تاریخ فرشته کے مطابق عام طور پر اس کو وقائع نظام شاہیہ، کہتے تھے، البتہ اس کا تاریخی نام ”برہان ماڑ“ ہے۔ اس کے مصنف علی بن عزیز اللہ طباطبائی ہیں جو گیلان (عراق) سے ہندوستان آئے اور ابراہیم قطب شاہ کی ملازمت اختیار کی۔ انہوں نے قطب شاہی ملازمت ترک کرنے کے بعد نظام شاہی ملازمت اختیار کر لی۔ برہان نظام شاہ دوم (۹۵-۱۵۹۱ء) نے روزنامے کی تالیف کا کام ان کے سپرد کیا۔ اس روزنامے کا نام برہان نظام شاہ کے نام پر رکھا گیا جو برہان ماڑ کے نام سے مشہور ہوا۔ مصنف نے یہ کتاب ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۵۹۶ء میں مکمل کی۔ اس کتاب کی

سلطین جونپور کا بیان ہے۔ مقالہ ہشتم میں سلاطین ملتان کی تاریخ ہے۔ مقالہ نهم میں سلاطین سندھ کی تاریخ رقم ہے۔ مقالہ دهم میں سلاطین کشمیر کا مفصل بیان ہے۔ مقالہ یازدہم میں مالابار کے حکام اور ہندوستان میں پرتگیزوں کی آمد اور ان کی کیفیات درج ہیں۔ مقالہ دوازدہم میں ہندوستان کے بزرگان دین اور مشائخ کے حالات مذکور ہیں۔

اس کتاب کی تدوین میں مصنف نے قابل اعتماد واقعات کو ترجیح دی ہے اور واقعات کی پیشکش میں شہادت و استدلال اور غیر جانبداری کا اهتمام کیا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بعد کے مورخین نے اس سے استدلال کیا ہے۔ اس کتاب کے متعدد انگریزی اور اردو ترجمے شائع ہو چکے ہیں جو دستیاب ہیں۔

تذکرة الملوك:

”تذکرة الملوك“ کے میر رفع الدین ابراہیم بن نور الدین توفیق شیرازی ہیں۔ ان کا تعلق شیراز سے ہے۔ وہ محمود شاہ نہج کے زمانے میں اپنے والد کے ساتھ تاجر کی حیثیت سے بیجاپور آئے، اور علی عادل شاہ اول کے دربار میں خوان سالا یا شاہی خاندان کے سامان کے مہتمم منتخب ہوئے۔ بتدریج اس کی ترقی ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ ابراہیم عادل نہج (۱۵۷۹-۱۶۲۶ء) کے زمانہ میں بحیثیت سفیر نظام شاہی دربار میں بھیجے گئے اور واپس آنے کے بعد دار ضرب نہج میں بنائے گئے۔

احمد نگر میں مرتضی نظام شاہ کی حکومت تھی۔ وہ اپنے والد کے ساتھ دربار میں رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر وہاں سے بیجاپور منتقل ہو گئے اور عادل شاہی دربار میں رسائی حاصل کر لی۔ اور بیجاپور میں ہی ۱۶۲۳ء میں ان کی وفات ہو گئی۔

ان کی شہرہ آفاق کتاب ”گلشن ابراہیمی“ یا ”نوری“ نامہ ہے جو تاریخ فرشتہ کے نام سے مشہور ہے، جسے انہوں نے سلطان ابراہیم عادل شاہ کے حکم سے لکھنا شروع کیا۔ یہ معروف تصنیف ۱۶۰۶ء میں مکمل ہوئی اور سلطان کی خدمت میں پیش کی گئی۔ یہ تاریخ ہند کے عہد و سلطی پر لکھے جانے والے اہم ترین روزناموں میں سے ایک ہے۔ مصنف نے تمہید میں ان ۳۲ کتابوں کا ذکر کیا ہے جنہیں مراجع اور مصادر کے طور پر استعمال کیا ہے۔

محمد قاسم فرشتہ نے اپنی اس مایہ ناز تصنیف کو ایک مقدمہ، بارہ مقالے اور ایک خاتمه میں تقسیم کیا ہے۔ مقدمہ میں راجگان ہند اور ہندوستان میں اسلام کی آمد و ظہور کی کیفیات کا بیان ہے۔ مقالہ اول میں سلاطین لاہور کا تذکرہ ہے۔ مقالہ دوم میں سلاطین دہلی کا ذکر ہے جو سلطان شہاب الدین غوری کی فتح شمالی ہند سے مغل بادشاہ اکبر کی وفات تک کی تاریخ پر مبنی ہے۔ مقالہ سوم میں سلاطین دکن کا بیان ہے۔ مقالہ چہارم میں شاہان گجرات کا تذکرہ ہے۔ مقالہ پنجم شاہان مالوہ کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ مقالہ ششم میں سلاطین خاندیں کی تاریخ رقم ہے۔ مقالہ ہفتم میں سلاطین بنگال اور

اس کتاب کے بارے میں اتنی، کے شیر و انی لکھتے ہیں کہ ”مجموعی طور سے یہ کتاب قطب شاہی سلسلہ حکومت کے ابتدائی دور پر خاصی اچھی سند سمجھی جاتی ہے۔“^{۱۷}

بسانین السلاطین

”بسانین السلاطین“ کے مصنف محمد ابراہیم زیری ہیں۔ ان کا تعلق بجاپور کے خاندان زیریہ سے ہے۔ ان کا لقب ”بادشاہ حضرت“ ہے۔ انہوں نے بسانین السلاطین ۱۲۳۰ھ میں مکمل کی اور اس کے دو سال بعد ۱۲۳۲ھ میں روضۃ الاولیاء مکمل کی۔ روضۃ الاولیاء میں بزرگان بجاپور کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ بسانین السلاطین میں عادل شاہی سلاطین کی تاریخ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۲۳ء تک ہے۔ اس کتاب میں آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ ہے جو آٹھ بسانین میں تحریر ہے۔ بستان اول میں بانی سلطنت یوسف عادل شاہ کے ۱۰۱۹ھ مطابق ۱۳۱۵ء تک کے حالات درج ہیں اور بستان دوم میں اسماعیل شاہ، بستان سوم میں ابراہیم عادل شاہ، بستان چہارم میں علی عادل شاہ اول، بستان پنجم میں ابراہیم عادل شاہ ثانی، بستان ششم میں محمد عادل شاہ، بستان ہفتم میں علی عادل شاہ ثانی، بستان ہشتم میں آخری تاجدار سکندر عادل شاہ کے عہد حکومت کے حالات واقعات مذکور ہیں۔ عادل شاہ کے بعد اور گنگ زیب عالمگیر نے بجاپور پر قبصہ کر کے اسے اپنی حکومت کا ماتحت صوبہ بنالیا۔ اسی بستان میں مصنف نے اور گنگ زیب عالمگیر کے زمانے سے اگریزوں کے تسلط تک جو واقعات پیش آئے ان کا بھی حسب حال تذکرہ کیا ہے۔

رفع الدین نے ۹۱رمضان ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۶۰۸ء سے اپنی کتاب تذکرۃ الملوك لکھنے کی ابتداء کی اور ۶رمادی الثانی ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۳ جون ۱۶۱۵ء کو اسے مکمل کیا۔ یہ کتاب بنیادی طور پر عادل شاہی سلاطین کی تاریخ پر مشتمل ہے جس میں سلاطین بہمنیہ کی ابتداء سے ۱۰۲۰ھ تک کی تاریخ درج ہے۔ اس میں مصنف نے اپنے ہم عصر سلاطین (جو ہندوستان و دکن اور ایران میں بر سر حکومت تھے) کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

یہ کتاب نو ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں سلاطین بہمنیہ کی ابتداء سے سلطان محمود شاہ کی تخت نشینی تک کی تاریخ مذکور ہے۔ باب دوم میں یوسف عادل شاہ کا تذکرہ ہے۔ باب سوم میں اسماعیل عادل شاہ کا ذکر ہے۔ باب چہارم میں ابراہیم عادل شاہ اور راجگان بجاگر کی تاریخ درج ہے۔ باب پنجم میں علی عادل شاہ کی تاریخ تخت نشینی سے احمد گر پر ۹۶۶ھ میں والی بجاگر رام راج کے حملے تک کا واقعہ مذکور ہے۔ باب ششم میں سلاطین گجرات، سلاطین نظام شاہی و قطب شاہی کی تاریخ اور عہد حکومت علی عادل شاہ کے بقیہ واقعات کا تذکرہ ہے۔ باب ہفتم میں افضل خان کی سرگزشت اور علی عادل شاہ کے بقیہ واقعات کا بیان ہے۔ باب ہشتم میں ابراہیم عادل شاہ اور ابراہیم بن برهان نظام شاہ کی تاریخ مذکور ہے۔ باب نهم میں سلاطین تیموریہ کے حالات باہر سے چہانگیر کی تخت نشینی تک، سلاطین صفویہ کی منفصل تاریخ ۱۸۰۱ھ تک اور ملک عنبر وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

حالات کا تذکرہ ہے۔ خاتمه میں ابوالمنظفر محمد قطب شاہ کے حالات تخت نشینی سے ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء تک کا بیان ہے۔ یہ کتاب نہ صرف دربار کے حالات و واقعات، مہماں و فتوحات کا آئینہ دار ہے بلکہ قطب شاہی سلاطین کی فلاں و بہبود کے کاموں، ان کی علمی قدردانی اور سرپرستی اور ان کی تغیرات کی عظمت کو بھی پیش کرتا ہے۔

تاریخ سوانح دکن:

”تاریخ سوانح دکن“، کونمنم خاں ہمدانی اور نگ آبادی نے ۱۱۹۷ھ میں تصنیف کیا جو نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی کے درباریوں میں سے تھے۔ یہ کتاب دکن کے چھ صوبوں کے حالات، شاہان آصفیہ اور ان کے امراء کے تذکرہ پر بنی ہے۔ اس کتاب میں سیاسی، تہذیبی اور تدقیقی تاریخ کے ساتھ ساتھ جغرافیائی احوال کا تذکرہ بھی ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں دکن کے صوبے جات، سرکاروں اور پرگنوں کا تفصیلی ذکر ہے۔ حصہ دوم میں شاہان آصفیہ اور ان کے امراء کے احوال کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ڈاکٹر سید مجید الدین قادری زور کے اس اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے: ”نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے عہد میں مشہور سورخ منعم خاں، قدرت جنگ نجم الدولہ کی یہ تاریخ دکن ان معتبر تاریخوں میں سے ہے، جن سے خاص طور پر دکن کے چھ صوبوں کی نسبت اہم معلومات حاصل ہوتی ہے۔“^۵

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ دکن کی وسیع تر علاقوں

تاریخ سلطان محمد قطب شاہ:

”تاریخ سلطان محمد قطب شاہ“، قطب شاہی سلاطین کی ایک جامع اور مفصل تاریخ ہے۔ جس میں سلطنت کے قیام کے سال سے ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء تک کے واقعات درج ہیں۔ یہ کتاب ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء میں سلطان محمد قطب شاہ کے حکم سے تالیف کی گئی۔ اس کتاب کے سرورق پر مصنف کے نام کا تحریر نہیں ہے۔ ایج کے شیر و انی کے مطابق مصنف نے تمہید میں یہ لکھا ہے کہ اس کے سامنے ”اعلیٰ حضرت کے ملائز میں میں سے ایک کی“، لکھی ہوئی ایک بڑی تاریخ موجود تھی جس کو انہوں نے مختصر کیا، اور بعض ایسے حقائق کا اضافہ کیا جن کا تعلق اس دور کی تاریخ سے تھا۔ بعض محققین نے اس کتاب کو ملا عرب شیرازی کی تصنیف بتایا ہے۔

یہ کتاب ایک مقدمہ، چار مقالے اور ایک خاتمه پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں قرایوسف ترکمانی اور ان کے اخلاف و اسلاف کا تذکرہ ہے۔ مقالہ اول میں بانی سلطنت سلطان قلی قطب شاہ کے حالات درج ۹۵۰ھ مطابق ۱۵۳۳ء تک کے حالات درج ہیں، مقالہ دوم میں سلطان جمشید قلی کی تخت نشینی کی ابتداء سے ان کی وفات تک کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ نیزان کے صاحبزادہ سجان قلی قطب شاہ کے حالات درج ہیں جو کہ چھ ماہ حکمرانی کے بعد معزول کر دیئے گئے تھے۔ مقالہ سوم میں ابراہیم قلی قطب شاہ کے حالات زندگی اور دور حکومت کا بیان ہے، مقالہ چہارم میں سلطان ابوالفتح محمد قلی قطب شاہ کے

سبر پتے غذا کی کارخانے

درختوں پر پائے جانے والے سبر پتے
غذا کی تیاری کے کارخانے کہلاتے ہیں کیسے۔ اس
نکتہ کو سمجھنے سے پہلے ہمیں پودوں کے مختلف حصوں
خصوصاً پتوں کی بناوٹ کو دیکھنا ہوگا۔ ہم جانتے ہیں
کہ ہمارے اطراف پائے جانے والے پودوں
کے جسم کے کئی حصے ہوتے ہیں جن میں جڑ، تنہ پتے
پیتاں پھل اور پھول اہم ہوتے ہیں۔ خیم، اٹلی، آزم
بپول، جامن، انگور، گلاب، دھوت اور وغیرہ تھے، ہم
جنوبی واقف ہیں یہ نمائندہ زہراوی پھول والے
پودے ہیں۔ پتے ڈنٹھلوں پر لگے ہوتے ہیں اور
عموماً ان کا رنگ سبز ہوتا ہے یہ سبز رنگ ایک مادہ کی
بدولت ہے جسے خضرہ کلور اوفل کہا جاتا ہے۔ خضرہ
کی بدولت پتوں میں غذا کی تیاری کا عمل ہوتا ہے۔
کسی پتے کی بناوٹ دیکھنے پر بات آسانی سے سمجھ
میں آجائے گی۔ ہر پتے کا جسم ایک پھیلے ہوئے
حصے پر مشتمل ہوتا ہے جسے ورقہ کہتے ہیں یہ شاخوں
سے ڈنٹھل کے ذریعہ لگا رہتا ہے۔ پتے کے درمیان میں
ایک موٹی رگ پائی جاتی ہے جسے درمیانی رگ کہتے
ہیں تھوڑی تھوڑی دور پر درمیانی رگوں سے ٹانوی
رگیں نکلتی ہیں جس سے مزید چھوٹی رگیں نکلتی ہیں۔
اس طرح پورے پتے کے جسم پر رگوں کا ایک جال
سماں جاتا ہے۔ گویا یہ رگیں پتے کے ہر حصے تک
پہنچ جاتی ہیں اور انہی مہین رگوں سے گزر کر پانی
اور اس میں گھلے نمکیات پہنچتے ہیں۔ یہیں پر
کلور اوفل کا ذخیرہ ہوتا ہے اور ان سب کی مدد سے
غذا کی کچھ اور شکل میں ہوتی ہے۔

٥٠٠

کی تاریخ و تہذیب سے متعلق اہم مصادر میں مرزا ملا نظام الدین احمد بن عبداللہ شیرازی کی تصنیف 'حدیقة السلاطین'، میر ابو القاسم بن میر رضی الدین الموی الشوشتري معروف بـ'نواب میر عالم بہادر' کی کتاب 'حدیقة العالم' حکیم غلام حسین دہلوی (خان زماں خان) کی تصنیف 'گلزار آصفیہ، لالہ کچھی نارائن شفیق اور نگ آبادی کی کتاب 'ما ثر آصفی' شاہ تجلی علی حیدر آبادی کی تصنیف 'آصف نامہ' وغیرہ اولین حیثیت کی حامل ہیں، جو عصر حاضر میں دور وسطی کے ہندوستان اور خصوصاً دکن جیسے وسیع علاقے کی تاریخ و تمدن کو سمجھنے اور اس کے متعلق ایک بہتر فہم و بصیرت پیدا کرنے میں معین و مددگار ہیں۔

حوالہ جات:

- ۱۔ ایچ۔ ایچ، ڈاؤنلےیل۔ انڈیا، حصہ اول، ص ۲۲-۲۳، ۱۹۳۶ء، لندن
- ۲۔ محبت الحسن، ہندوستانی دور وسطی کے مورخین، ص ۱۵۶، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۲ء
- ۳۔ ایضا، ص ۱۶۲، ۱۹۴۷ء
- ۴۔ ایضا، ص ۱۶۲، ۱۹۴۷ء
- ۵۔ ڈاکٹر سید محمد الدین قادری زور، تذکرہ مخطوطات، جلد سوم، ص ۳۲۰، ادارہ ادبیات اردو، حیدر آباد دکن، ۱۹۵۷ء

ڈاکٹر محمد عرفان احمد

اسٹنڈنٹ رووفیسر، شعبہ اسلامک اسٹنڈنٹ
مولانا آزاد ڈپٹیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد

موباکل: 9010849380



ISSN 2321-4627

15/- روپے

فروری مارچ 2022ء

قومی زبان

حیدر آباد

ٹانگا

مکمل ادبی اور علمی کا اعلیٰ ادبی سرنی عنقی

QAUMI ZABAN Monthly, Hyderabad



امیر مینائی



شوکرت تھانوی



محمد مجید الدین



راحت اندوڑی